اُرمغانِ عرش

از

سیّد مُعین الدین انجمؔ علوی

شادم که زندگئ خویش کارے کردم

مقامِ اشاعت

بزم فردوسِ ادب یوسفیہ بازار کپل ضلع رائچور

قیمت .... روپے

ارمغانِ عرش

از

سیّد معین الدین انجمؔ علوی

شادم کہ زندگی خویش کارے کردم

مقامِ اشاعت

بزم فردوس ادب یوسفیہ بازار کپل ضلع رائچور

قیمت ...15... روپیہ

انتساب

اے ماں۔ تیرے دامن شفقت کا صدقہ جس میں یہ پروان چڑھا۔
اے ماں۔ تیرے اُس دودھ کا صدقہ جس نے میری جبلتوں کو روشن کیا۔
اے ماں۔ تیری ان راتوں کا صدقہ جن کو تو نے مجھ پر نثار کر دی۔
اے ماں۔ سیدہ حاجی رحمت النساء بیگم تیری روح پُر فتوح پر کروٹ کروٹ اللہ کی رحمت ہو، میری اُن آفاقی نظموں کو تیرے نام منسوب کرتا ہوں۔ قبول فرما۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اُس گھر کی نگہبانی کرے (اقبالؔ)

انجم علوی

پیش لفظ

از ڈاکٹر طیب انصاری ایم اے پی ایچ ڈی صدر شعبہ
اردو، فارسی، عربی۔ گورنمنٹ کالج گلبرگہ

انجم علوی نے "اُرمغانِ عرش" کی شاعری کے ذریعہ اپنی نجات کا سامان تیار کیا ہے۔ آنحضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی کے ممتاز شاعر امراء القیس کے انداز بیاں کے پیش نظر اُسے عربی شعراء کا سالار تسلیم فرمایا تھا لیکن اس کے طرزِ فکر کی بناء پر اس کی جگہ جہنم بتائی تھی۔ شاعری اسلامی نقطۂ نگاہ سے شجر ممنوعہ نہیں ہے بلکہ سورہ شعراء (پارہ قال الذین۔ رکوع ۱۱) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"(جیسا کہ کافر خیال کرتے ہیں پیغمبر کوئی شاعر نہیں ہیں) شاعروں کی بات وہی مانتے ہیں جو گمراہ ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ شاعر (جو خیالی دنیا میں رہتے ہیں) ہر موضوع پر سر کھپاتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو نہیں کرتے مگر وہ شاعر جو ایمان لائے انھوں نے نیک کام کئے اور اپنے اشعار میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا۔ اور ظلم سہنے کے بعد (ہجو کہہ کر یا نظموں کے ذریعہ جوش پیدا کر کے دشمنوں سے بدلہ لیا (تو ایسی شاعری میں مضائقہ نہیں)"

ان ہی معنوں میں حمد و نعت گوئی کے علاوہ وہ ساری شاعری جو حمیت اسلامی کو للکارتی ہے اور مذہبی جوش و جذبہ پیدا کرتی ہے جائز بلکہ ضروری ہے۔ اور اسی وجہ سے حضور اکرم صلعم نے حضرت حسان بن ثابت انصاری کی شاعری کی قدر فرمائی۔ انجم علوی نے "ارمغانِ عرش" کی شاعری سے گویا حضرت حسان بن ثابت کی روایت کی پابندی کی ہے۔

انجم علوی تلمیذ الرحمٰن ہیں گو کہ انھوں نے شعر گوئی کا باضابطہ کوئی درس نہیں لیا ہے۔ صلاحیتیں خداداد ہیں اور مضامین غائب سے آتے ہیں۔ بیس سال کی عمر سے شعر کہہ رہے ہیں۔ مشاعرے پڑھتے ہیں۔

انجم علوی کپل (ضلع رائچور) ایسے دور افتادہ علاقہ میں رہنے کے باوجود اردو شعر و ادب کے علاوہ اردو تحریک سے دلچسپی لیتے ہیں۔ پچھلے چالیس برسوں سے وہ بزم فردوسِ ادب کی شمع جلائے ہوئے ہیں۔ اس بزم کے تحت مشاعروں کا انعقاد عمل میں آتا ہے۔ خاصہ اچھا ماحول انھوں نے پیدا کر رکھا ہے۔ اپنی ادبی و شعری خدمات کی وجہ سے یہ اپنی ذات سے ایک انجمن بن گئے ہیں۔

انجم علوی شعر کہتے ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں اسے وہ ہاتف غیبی کا کرم کہتے ہیں جو منظومات ارمغانِ عرش میں شامل ہیں وہ بقول خود ان کے کسی اہتمام کے بغیر کہے گئے ہیں گویا وجدانی کیفیت کا حاصل ہیں۔ جو منظومات پیش نظر ہیں وہ نہایت آسان زبان میں ہیں، اور عام فہم ہیں۔ انجم علوی کو ذات رسالت ؐ سے جو بے پناہ محبت ہے اسی کا مظہر ہیں۔ شب معراج اور شب قدر ایسی نظمیں ہیں جن کے ایک ایک لفظ سے ان کی عقیدت اور محبت ٹپکتی ہے شب معراج سے ایک بند ملاحظہ ہو۔

تحفۂ معراج کا ہے ارفع و اعلیٰ انجم : مئے عرفانِ الٰہی کا پیالہ انجم
معجزوں میں ہے یہی سب سے نرالا انجم : ہے یہ دیدارِ خداوند کا الہ انجم
سارے قرآں کو نمازوں میں سمویا دیکھا
شب اسریٰ مرے سرکار نے کیا کیا دیکھا

ساری راتوں میں شبِ قدر قابلِ قدر رات ہے۔ اس رات کی فضیلت یہ بھی ہے کہ یہ رات رمضان المبارک کے ایام میں آتی ہے۔ اسی لیے انجم علوی اسے فیضان کی رات قرار دیتے ہیں۔

ہے شب قدر، کرو قدر، ہے یہ رمضان کی رات
باعثِ فخر بنے کیوں نہ یہ فیضان کی رات

سورہ رحمٰن کا منظوم ترجمہ کر کے انجم علوی نے خود بھی ذاتِ باریٔ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار و اعتراف کیا ہے اور اللہ کا شکر بھی ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو انجم علوی کے یہ احساسات تشکر یقیناً پسند آئیں گے اور انشاء اللہ ان کے یہی احساسات جذبات ان کی نجات اور ارمغانِ عرش کی مقبولیت کا سبب بھی ہوں گے۔

ڈاکٹر طیب انصاری
صدر شعبہ اردو، عربی و فارسی
گورنمنٹ کالج گلبرگہ

۲۹ نومبر ۱۹۹۵ء

۲۹/۱۱ ۹۵ء

خیالِ خاطر

عبدالستار خاطرؔ گلبرگوی

دنیائے علوم میں علم الکلام اور علم عروض کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ علم عروض میں علم شاعری ایک نازک اور لطیف فن ہے۔ جس کی لطافت اور شیرینی دلوں کو مسخر کرلیتی ہے۔ شاعری ایک ایسا فن ہے جس کی خواہش اولیاء اور انبیاؤں تک رہی۔

شاعری ایک الہامی فن ہے۔ شاعر کے دل و دماغ پر اشعار کا نزول ایسے ہوتا ہے۔ جیسے آیات قرآنی کا نزول پیغمبروں پر شاعری پیغمبری نہیں بلکہ اُس کا ایک جُز مانا گیا ہے۔ وقت نزول آیات جو کیفیت پیغمبروں پر ہوتی تھی وہی کیفیات شاعروں پر ہر وقت نزول شعر ہوتی ہے۔ یوں تو قرآن بھی مقفّٰی اور مسجع ہے مگر اس کو شاعری نہیں کہہ سکتے۔ یہاں تک کہ جہلانے عرب نے سرکارؐ کو شاعر کہدیا (نعوذ باللہ)

شعراء عرب و عجم نے اس علم شاعری میں چار چاند لگائے اس کو کئی اصناف میں ڈھال دیا۔ علم عروض کے قواعد و ضوابط قائم کئے شاعری میں شیرینی اور قادر الکلامی پیدا کی۔ اس دنیا میں فردوسیؔ، قاآنیؔ جیسے شعراء پیدا ہوئے۔ شاعری کا کارواں چلتے چلتے ہندوستان پہنچا۔ دہلی کو اپنی منزل بنایا۔ یہاں علم شاعری کو ایک نیا موڑ ملا۔ شاعری نے ہندوستانی ادب میں ایک خاص مقام پایا۔ علم عروض ہندوستانی ادبستانوں میں اپنی جولانیاں دکھانے لگا۔ میر تقی میرؔ۔ غالبؔ دیگر نامور شعراء نے جنم لیا۔

شاعری کا کارواں دکن پہنچا جس کی یہ آخری منزل تھی اس منزل کے سنگ میل سلطان قلی وجہی وغیرہ رہے۔ یہاں اس فن شاعری نے رنگینیاں اور شیرینی پائی۔ دہلی اور لکھنؤ کے ساتھ ساتھ شاعری نے دکن میں ایک نیا موڑ اختیار کیا۔ ہر دل و دماغ پر اثر انداز ہونے والی ادائیں سیکھی اس غزالۂ شاعری نے یہاں کے شاہوں کے دلوں کو مسخر کر کے درباروں میں پہونچی درباری ہوگئی کئی نامور شعراء پیدا ہو گئے۔ اسی کارواں کے ایک رہرو انجمؔ علوی جو اس میدان ادب و شاعری میں گام زن ہیں۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۹۳۰ء ہے کہل آپ کا وطن مالوف ہے پندرہ سال کی عمر ہی سے آپ نے شعر کہنا شروع کیا دورِ طالب علمی میں آپ انقلابی اور کمیونزم خیالات میں شعر کہتے تھے اِسی جرم میں مدرسے سے نکالے گئے تعلیم مسدود ہوگئی کثرت مطالعہ اور علماؤں کی صحبت نے آپ کے ذوق میں چار چاند لگا دیئے۔ آپ شاعری میں کسی استاد کے آگے زانوئے شاگردی تہہ نہیں کیا۔ یہ اپنی جبلت اور میلانات پر شعر کہتے ہیں۔ یہ ایک آفاقی اور الہامی شاعر ہیں۔ شاعری کے ہر صنف میں شعر کہتے ہیں۔ فی البدیہہ شاعری میں طاق ہیں۔ ان کے اشعار میں آمد ہوتی ہے یہ ایک وجدانی شاعر ہیں۔ شعر لکھتے وقت تنہائی اور سکون کا اہتمام نہیں کرتے۔ یہ اپنے کلام کی حفاظت میں تغافل ہیں۔ میں نے دیکھا ان کا کلام ایک منتشر شیرازہ کی شکل میں پڑا ہوا ہے۔ آپ نظم کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی عبور رکھتے ہیں۔

۱۹۶۰ء میں آپ نے ایک بزمِ فردوس ادب قائم کیا۔ آل انڈیا سطح پر مشاعرے کر چکے ہیں۔ اور پڑھ چکے ہیں۔ ہندوستان کے نامور شعراء سے قلمی ربط حاصل ہے۔ مشاعروں میں انھیں مدعو کر چکے ہیں۔ آپ کے وہ خطوط جو قلمی احباب کو لکھتے ہیں ان میں فی البدیہہ شعر کثرت سے ہوتے ہیں۔ آپ کے مکاتیب کا اندازِ تحریر جداگانہ ہے۔

یہ بہت کم آمیز ہیں۔ شہرت کے شائق نہیں۔ شعر اپنے لیے کہتے ہیں۔ شوق کی تکمیل
کرتے ہیں۔ میں نے انہیں اپنے شعر کو کاٹتے ہوئے نہیں دیکھا شعر موزوں نکلتا ہے
جیسے سانچے میں اشیا ڈھل کر ڈھلتے ہیں یہ میرا مطالعہ ہے۔ تقریباً پندرہ برس سے
آپ کی صحبت سے فیض یاب ہو رہا ہوں۔

زیر نظر کتاب ارمغانِ عرش جو ایک خالص مذہبی اور دینیاتی نظم ہیں۔ یوں
تو آپ مذہبی اشعار کم لکھتے ہیں۔ محتاط ہیں کہ کہیں سوئے ادب نہ ہو جائے۔ یوں
تو آپ خالص غزل کے شاعر ہیں۔ ارمغانِ عرش کے متعلق آپ کا کہنا ہے "یہ ایک الہامی
اور آمدہ نظمیں ہیں۔ میں خود متعجب ہوں کہ یہ اشعار میرے قلم سے کیسے نکلے کوئی کہہ رہا
تھا میں لکھ رہا تھا"۔ یہ تلمیذ رحمان ہیں۔ عوام کی فرمائشات تقدیست، تہنیت سہرے وغیرہ
فی البدیہہ پوری کرتے ہیں۔ کتاب ارمغانِ عرش میں آپ نے شب قدر، شب برات
شب معراج، سورۂ رحمان کی اتباعی اور تفسیری نظمیں ہیں جن میں ان راتوں کی برتری
بتلائی گئی ہے۔ تہہ دل سے پزیرائی ہوگی۔

نظمیں سلیس اور سادہ الفاظ میں لکھی گئی ہیں۔ ؎

حقیقت ہے ساری فسانہ نہیں ہے
مجھے کچھ لیاقت جتانا نہیں ہے

خاطرؔ گلبرگوی

حمد

کرم کی نظر، اے خدا چاہتا ہوں
میں تیرے سوا اور کیا چاہتا ہوں

فقط تیری، حمد و ثناء چاہتا ہوں
اور نعت محمدؐ لکھا چاہتا ہوں

انا میری ہوستی سے کچھ کم نہیں ہے
"وہی لن ترانی سُننا چاہتا ہوں"

کبھی میرے قدموں میں کسرا کے سر جھکے
خدایا وہی حوصلہ چاہتا ہوں

بہت لوگ تو دیکھ آئے مدینہ
مجھے بھی دکھا، دیکھنا چاہتا ہوں

رہے کعبہ پیش نظر میرے ہر دم
میں اس کے سوا اور کیا چاہتا ہوں

نظارا فلک سے تو کرتے ہیں انجم
مجھے بھی وہ روضہؐ دیکھا چاہتا ہوں

منقبت خواجہؒ

○

ٹھیرے فقیر ہیں، در دولت کے سامنے
بندہ نواز آپ کی تربت کے سامنے
شاہوں کے سر جھکے تری عظمت کے سامنے
سارے غلو ہیں ہیچ اس شوکت کے سامنے
روشن چراغ ہوگیا تاریکیوں میں جب
ٹھیرا نہیں یہ کفر کرامت کے سامنے
ہے یہ کرم کمال و کرامت کا دیکھنا
مُرتد کھڑا ہوا ہے ارادت کے سامنے
ساری زبانیں بند ہیں، پلکیں جھکی ہوئی
سارے شریف چپ ہیں شرافت کے سامنے
ان ہی فقیر زادوں نے بخشی سروری
اترے ہیں تاج اُن کی ہدایت کے سامنے
انجمؔ یہ سب حمایت انسان فضول ہے
بندہ نوازؒ کی یہ حمایت کے سامنے

منقبت

واصل حق حضرت مردان غیبؒ جن کا مزار اقدس کپل ضلع رائچور میں مرجع خاص و عام ہے

○

پر توے انوار یزداں. حضرت مردان غیبؒ
ہو امین دیں و ایماں. حضرت مردان غیبؒ
مہبط انوار رحمت ہے یہ مرقد آپ کا
تم پہ دائم ظل رحماں. حضرت مرداں غیبؒ
ہے جو قائم غوث سبحانیؒ سے نسبت آپ کی
ہے مہرباں تم پہ سبحاں. حضرت مرداں غیبؒ
آپ کی شمع ولایت گمراہوں کی راہ پر ا
آپ ہیں ماہ درخشاں، حضرت مرداں غیبؒ
یہ شریعت اور طریقت علم وحدت کے طفیل
کچھ عطا ہو ذوق عرفاں. حضرت مرداں غیبؒ
پھر رہے ہیں ظلمتوں میں ہم بھٹکتے رات دن
ہوں عطا راحت کے ساماں. حضرت مرداں غیبؒ

ہر عقیدت مند آتا ہے سلامی کے لیے
آپ پر ہونے کو قربان حضرت مرداں غیبؒ
گمراہوں کو راہ دکھلاتی ہے نسبت آپ کی
آپ ہیں شمع فروزاں حضرت مرداں غیبؒ
مرکز الزار وحدت کوہ کُپل آپ کا
آپ شاہنشاہ دوراں حضرت مرداں غیبؒ

التجا ہے کر لو انجمؔ کو غلامی میں قبول
آپ ہیں کُپل کے سلطاں حضرت مرداں غیبؒ

(حیدرآباد میں لکھی گئی)

شب معراج

(۱)

شوقِ دیدار خدا کو ہوا جس دم منظور
کہا جبرئیل سے لے آئیں پیش حضور
مضطرب ان کے لیے ہوں لے آؤ فی الفور
دار فانی میں ہیں جو نام محمدؐ سے مشہور
رہنماؤں میں سبھی برتر و اعلیٰ دیکھا
شب اسریٰ مرے سرکار نے کیا کیا دیکھا

(۲)

وہ محمدؐ درودوں کے سزاوار ہیں جو
وہ محمدؐ مرے کونین کے سردار ہیں جو
شافی حشر شفاعت کے حقدار ہیں جو
اپنی امت کے لیے میرے طلبگار ہیں جو
ساتھ اللہ کے محمدؐ کو بھی لکھا دیکھا
شب اسریٰ مرے سرکار نے کیا کیا دیکھا

(۳)

میرا بندہ ہی نہیں، میں بھی فدا ہوتا ہوں
فکر سے اُس کی کہاں میں بھی جدا ہوتا ہوں
اس کی آواز پہ میں اپنی ندا ہوتا ہوں
وہ پیمبر ہے تو میں ان کا خُدا ہوتا ہوں
ان کے دَم سے ہی مرے نام کا چرچا دیکھا
شب اسریٰ مرے سرکار نے کیا کیا دیکھا

(۴)

حکم ملتے ہی ہوئے حضرت جبرئیل رواں
شوقِ دیدارِ محمدؐ بھی تھا ان کو ہر آں
چشمِ جبرئیل سے اشکِ مسرت تھے رواں
بال و پر دھو لیے اشکوں سے بے خوف گماں
دلِ بسمل کو بھی سینے میں مچلتا دیکھا

(۵)

مغفرِ انبار و سرورِ کونین جہاں
سو گئے تھے مرے سرکار ہانیؔ کے مکاں
آئے جبرئیل امین لے کے خدا کا فرماں
یاد اللہ نے فرمایا ہے اے فخرِ جہاں
مرے سرکار نے جبرئیل کا چہرہ دیکھا

(۶)

خواب راحت میں میں سرکار اٹھاؤں کیسے
جو ہے فرمان خدا اِن کو بتاؤں کیسے
نامۂ وصل خدا ان کو دکھاؤں کیسے
جسمِ اقدس پہ بھلا ہات لگاؤں کیسے
اک تڑپتے ہوئے جذبات کا دریا دیکھا

(۷)

ایک ترکیب یہ سوجھی تو یہی راز کھلے
قدمِ پاک پہ جبرئیل جبیں کو رکھے
چشمِ جبرئیل سے ہیں اشکِ مسرت بہے
پا کے ٹھنڈک مرے سرکار بیدار ہوئے
اجنبی شخص کو سرکار نے ٹھہرا دیکھا

(۸)

سُن کے پیغام خدا دین کے سرورؐ اُٹھے
صاحب لوح قلم، شافیٔ محشر اُٹھے
میرے الطافِ اُمم، میرے پیغمبر اُٹھے
خاتم الانبیاء و ساقیٔ کوثر اُٹھے
جُھک جبرئیل نے جب چہرۂ زیبا دیکھا

(۹)

بولے جبریل سے سرکارؐ چلو بسم اللہ
میرے ساقی نے بلایا ہے ملو بسم اللہ
شربت وصل پلایا ہے پیو بسم اللہ
دیر مت کرنا، چلو جلد چلو بسم اللہ

اپنے رہوار کو سرکارؐ نے ٹھیرا دیکھا

(۱۰)

برق کی طرح ہوا لے کے وہ بُراق رواں
آسماں گرد کی صورت اڑے جاتے تھے وہاں
منتظر تھے سبھی افلاک پہ وہ حُور جناں
منزل حق دیقیں پہ گئے بے خوف گماں

آپ نے راہ میں وہ مسجد اقصیٰ دیکھا

(۱۱)

قبلۂ اولین و مسجد اقصیٰ پہنچے
انبیاؤں کو سبھی باندھے ہوئے صف دیکھے
پیش تھے آپ سبھی انبیاء ان کے پیچھے
آسمانوں سے خدا نے یہ نظارے دیکھے

ہاتھ بندے کا دعا کے لیے اُٹھا دیکھا

(۱۲)

ہوئے افلاک رواں ہو گئے شائستۂ دین
ہر مقامات سے واقف کیئے جبریل الامین
چہرۂ یوسف کا چمکتا تھا کہ وہ بدر مبین
مرحبا کہنے لگے عرش پہ روح الامین

اور یوسف کا وہاں چہرۂ زیبا دیکھا

(۱۳)

سارے نبیوں سے ملاقات ہوئی جاتی تھی
رات ہی رات میں ہر بات ہوئی جاتی تھی
ذات حق آپ کا سوغات ہوئی جاتی تھی
نور کی آپ پہ برسات ہوئی جاتی تھی

حوض کوثر پہ وہ تسنیم کا دھارا دیکھا

(۱۴)

دیکھ کر آپ کو دوزق کو پسینہ آیا !!
اور جنّت کو سجانے کا قرینہ آیا !!
ناخدا امت عاصی کا سفینہ آیا !
حق سے ملنے کو وہ مختار مدینہ آیا !

آپ نے جنت و دوزق کا نظارا دیکھا

(۱۵)

سدرۃ المنتہیٰ پر رک گیا جا کر رہوار
تھمی ہوگئی جبریئل کی ہر اک رفتار
پیش اک اور سواری ہوئی بہر سرکار
ہو گیا لے کے وہ رف رف روا ں ہوئے دلدار
ایک بہتا ہوا واں نور کا دریا دیکھا

(۱۶)

قاب قوسین میں آہستہ سرکار بڑھے
خاتم الانبیاء کونین کے سردار بڑھے
ہادیٔ دین مبین، احمدؐ مختار بڑھے
نور کے ہالے میں وہ نور علیٰ نور بڑھے
قاب قوسین میں دونوں کو یکجا دیکھا

(۱۷)

قلب اللہ کی دھڑکن کو محمدؐ نے سنا!
اور رسالتوں میں بسی جاتی تھی روح حنا!
ہوگئی بند تھی ہر سمت یہاں راہ فنا
باغ فردوس کی کلیوں بھی سیکھا کھلنا
سید البشر نے جب نور خدا کا دیکھا

(۱۸)

کون عاشق ہے یہاں کون ہے معشوق یہاں
نور سے ہو گئے معمور لولاک لما
تم سے پردہ نہیں کوئی چلے آؤ میاں
لامکاں بن گیا تشریف لے آئے مکاں
سب حجابات اُٹھے، آپ نے جلوا دیکھا

(۱۹)

اسی جلوے کے تقاضے پہ ہوئے تھے مدہوش
شوق دیدار میں موسیٰ جو ہوئے تھے بیہوش
لفظ ارنی پہ ہوا طور بھی جل کر خاموش
مئے وحدت کا چھلکنے لگا پیمانہ جوش
میکدہ کھل گیا، ساقی نے نظارا دیکھا

(۲۰)

کون ہے عبد یہاں، کون ہے معبود یہاں
کون شاہد ہے، کون ہے مشہود یہاں
کون ہے رفت یہاں، کون ہے موجود یہاں
کون ہر سو ہے یہاں، کون ہے محدود یہاں
فرق دوری کے سبھی مٹ گئے یکجا دیکھا

(۲۱)

اپنی تخلیق پہ خلاق بڑا نازاں تھا
تھا جو مسجودِ ملائک وہ یہی انساں تھا
فلک پیر بھی اس وقت بہت حیراں تھا
شادماں آپ کی آمد پہ بہت یزداں تھا
روبروحق کے کھڑے جلوہ بنا دیکھا

(۲۲)

اُس گھڑی بھی رہا سرکار کو امت کا خیال
آپ اپنے لیے مانگے نہیں مال و منال
صورتِ برف تھا اُس وقت اللہ کا جلال
جس گھڑی محوِ تکلم رہا صاحب کا جمال
لوحِ محفوظ پہ صلوٰۃ کا نقشہ دیکھا

(۲۳)

باغِ وحدت کی کلیوں نے چٹکنا سیکھا
معرفت نے یہاں ہر رمز کا کھلنا سیکھا
ہر فسانے کو حقیقت میں بدلنا سیکھا
اور یہاں جامِ شریعت نے چھلکنا سیکھا
سالک راہ کو اس راہ پہ چلتا دیکھا

(۲۴)

آخرش جب مرے سرکار وہاں سے لوٹے
رشک کرنے لگے جنت کے سبھی گل بوٹے
کہا ملکوت نے سبھی عرش پہ لیٹے بیٹھے
انبیاؤں میں نبی کون بڑے اور چھوٹے
آکے سرکار نے ہر کیف سویرا دیکھا

(۲۵)

اک مقام ایسا ملا جو کہ تھی طیبہ کی زمیں
کہا جبرئیل نے سرکار سے اے سرورِ دیں
ہجرتِ مکہ سے سرکار تم آؤ گے یہیں
آخری مرکزِ راحت ہے طیبہ کی زمیں
ارضِ طیبہ کو اک جنت کا نمونہ دیکھا

(۲۶)

صبح شہرت ہوئی جب مکے کے بازاروں میں
بات جب پھیل گئی آپ کے دل داروں میں
وہ ابوجہل بھی موجود تھا بدخواروں میں
تہمتیں دینے لگا اک نئی اغیاروں میں
چہرہ ملعون کا اک آپ اترا دیکھا

(۲۷)

... مجلس میں تھے صدیقؓ صداقت کے دھنی
حضرت عمرؓ و علیؓ اور وہ عثمانؓ غنی
ان ہی پیڑوں سے بنی دین کی یہ چھاؤں گھنی
اور دعاؤں کی صدا عرش پہ ہاتف نے سنی
عرش پر اڑتا محمدؐ کا پھریرا دیکھا

(۲۸)

آکے سرکار نے جنت کے نظارے بتلائے
رمز و عرفاں کے وہ سارے اشارے بتلائے
حاصل قرب خدا کے وہ کنارے بتلائے
جو ڈبو دیتے ہیں کشتی کو وہ دھارے بتلائے
کفر و ایمان کا کٹتا ہوا رشتہ دیکھا

(۲۹)

نار دوزخ سے ڈرانے لگے سرکار ہمیں
راہ جنت کی بتانے لگے سرکار ہمیں
شرک کی رہ سے ہٹانے لگے سرکار ہمیں
پیار کا درس سکھانے لگے سرکار ہمیں
تب یہاں حسن و محبت کا اک چرچا دیکھا

(۳۰)

آپ اللہ سے سوغات لیے آئے ہیں
ایک ہی رات میں ہر بات لیے آئے ہیں
عاصیوں کے لیے صدقات لیے آئے ہیں
ایک معراج کی بارات لیے آئے ہیں
انبیاؤں نے نمازوں کا جب تحفہ دیکھا

(۳۱)

پاک انسان کے ایمان کو کرتی نماز
کفر کی ساری غلاظت کو مٹاتی ہے نماز
ذات اللہ سے انساں کو ملاتی ہے نماز
قلب تاریک میں اک شمع جلاتی ہے نماز
رمز قرآں کو نمازوں میں کھلتا دیکھا

(۳۲)

عبد و معبود کے رشتے کو بڑھاتی ہے نماز
اور اللہ سے بندے کو ملاتی ہے نماز
باغ ایماں کی کلیوں کو کھلاتی ہے نماز
مئے عرفان حقیقت کو پلاتی ہے نماز
بات کرتے ہوئے بندے کو خدا دیکھا

گرم بستر بھی تھا زنجیر ہلی جاتی تھی
جسم اطہر کی یہ خوشبو بھی نکل آتی تھی
رات بھی مرکز و محور پہ ٹھہر جاتی تھی
ظلمت شب سے کرن صبح کی در آتی تھی

آکے سرکار نے مکے کا سویرا دیکھا

وہ مدینہ جہاں رہتا ہے فرشتوں کا نزول
پھول کی شاخ بنی جاتی ہر شاخ ببول
ذرہ ذرہ سے عیاں ہوتی ہے یاں شان رسول
سرمہ مازاغ سے بڑھ کر ہے مدینہ کی دھول

ہر نظارے کو سنورتا و نکھرتا دیکھا

ہو نصیبوں میں مرے یا خدا طیبہ کی زمین
میرا جینا ہو یہیں اور مرا مرنا ہو یہیں
چھوڑ کر آپ کا در میں نہیں جاؤں گا کہیں
راہ جنت کی ملی جاتی ہے طیبہ سے قریں

اس دعا کے لیے ہاتھوں کا یاں اٹھنا دیکھا

تحفہ معراج کا ہے ارفع و اعلیٰ انجم
مئے عرفان الٰہی کا پیالہ انجم
معجزوں میں ہے یہی سب سے نرالا انجم
ہے یہ دیدار خداوند کا آلہ انجم

سارے قرآں کو نمازوں میں سمویا دیکھا

شبِ برات

خدا و مغفرتوں کو لیے برات آئی
تھا انتظار ہمیں جس کا اب وہ رات آئی
شفاعتوں کو لیے ہے ورا کی ذات آئی
حیات مانگنے اس سے ہر اک حیات آئی

تھا انتظار ہمیں جس کا اب وہ رات آئی

یہ رات جس کی بدولت مغفرت ہو گی
یہ رات جس میں روحوں کو شفقت ہو گی
یہ رات جس میں بندوں پہ عنایت ہو گی
گناہ گاروں پہ اللہ کی حمایت ہو گی

مناؤ عیش کہ دیکھو شب برات آئی
تھا انتظار ہمیں جس کا اب وہ رات آئی

تمام راتوں سے بڑھ کر یہ رات ہوتی ہے
خدا و روح سے اس شب میں بات ہوتی ہے
عذاب قبر سے محفوظ حیات ہوتی ہے
سزا جزا سے پرے اب ممات ہوتی ہے

تھا انتظار ہمیں جس کا اب وہ رات آئی

شب برات عروج قسمت میں آتی ہے
فلک پہ انجم تاباں کو جگمگاتی ہے
دلوں میں وحدت وایماں کے گُل کھلاتی ہے
اٹھاؤ ہات دُعاؤں میں اثر لاتی ہے
سناؤ انجمؔ کہ دیکھو شب برات آئی
تھا انتظار ہمیں جس کا اب وہ رات آئی

قارئین سے!

حب المعراج والبراق والعلم کا صدقہ کریں اپنی کتاب "ارمغان عرش" جو میر
پہلی کاوش شعری ہے۔ پیش خدمت کر رہا ہوں جس میں متبرک راتوں اور واقع م
النبی ؐ سورۃ رحمٰن کی مختصر تفسیری نظم شامل ہے۔ کتاب کے آمد الفاظ سلیس اور سادہ
اس میں کوئی غلو نہیں یہ ایک دینی منظومات ہیں۔ اور ساتھ ساتھ جناب ڈاکٹر طیب ا
صاحب اور جناب خاطر غزنوی صاحب کا ممنون ہوں انھوں نے اپنے بیش بہا رائے اور
سے کتاب کو زینت بخشی۔ اور دیگر علمی احباب نے حوصلہ افزائی کی۔ یہ ایک آفاقی
ہیں جو نظم کی شکل میں پیش ہیں۔ ورنہ میری بساط شعری اس قابل کہاں۔ طباعت کی
رہا گرانی میں آج کا منصف اس قابل نہیں کر سکتے داموں کتاب قارئین تک پہنچا
آج منصف ان ہی حالات سے دوچار ہے۔ خاص کر اردو کتب قوت خرید
باہر ہونے کی وجہ آج کے قاری میں مطالعہ اور معلومات کا فقدان پایا جاتا ہے۔
الغرض اس کتاب "ارمغان عرش" کی تہہ دل سے پذیرائی فرمائیں گے
بقول طیب انصاری صاحب کے۔ میرے لیے سامان آخرت۔

انجم علوی

شبِ قدر

مطلع فجر جب چمکا تو پرندے چہکے
ورق گُل پر دُرِ شبنم کے نگینے چمکے
قلب انساں پر قرآں کے دفینے چمکے
سارے مینار مکے و مدینے چمکے
باعث فخر بنے کیوں نہ یہ قرآں کی رات

آج کی شب ہی وہ اذن خُدا عام ہوا!
کام ہونے تو ہیں لیکن یہ بڑا کام ہوا!
معجزہ الیہ تارا کہ جو انعام ہوا!
مئے توحید کا گردش میں ہر اک جام ہوا!
ہے شب قدر ہی اللہ کے پہچان کی رات

آسمانوں سے وہ نُورانی پرندے آئے
لیے ہاتھوں میں وہ توحید کے جھنڈے آئے
پڑھتے قرآن کو اللہ کے بندے آئے
چادر نور میں وہ کفر کے اندھے آئے
باعث فخر بنے کیوں نہ یہ قرآں کی رات

شب تاریک میں نورانی فرشتے آئے
لے کے سوغات طرب خیر کے دستے آئے
خشک صحراؤں میں رحمت کو برسنے آئے
لے کے آیات کو ہاتھوں میں ہنستے آئے

باعث فخر بنے کیوں نہ یہ قرآں کی رات

عرش سے ہوتا ہے اس رات فرشتوں کا نزول
قلب پیغمبر پہ جس طرح ہو آیت کا نزول
عمل اور علم کا ملتا ہے اک انسان کو اصول
شاخ گُل بن کے مہک جاتی ہے شاخ ببول

عبد و معبود میں ہے بس یہی عرفاں کی رات

خاتم انبیاء ہیں، خاتم قرآں ہیں رسولؐ
شاہ کونین، خاتم دوراں ہیں رسولؐ
اشرف الانبیاء ہیں، اشرف انساں ہیں رسولؐ
سیّد البشر ہیں عاشق یزداں ہیں رسولؐ

عاشقوں کے لیے ہے بس یہی سامان کی رات

مصحف نور کہ قرآن کہ کتاب حکمت
سارے اقوام میں مانی گئی اس کی عظمت
نار دوزخ سے بچا لیتی ہے اس کی نسبت
کھینچ لے آتی ہے ہر دل کو ہے اس میں قدرت

کفر بھی بول اٹھا، ہے یہی ایمان کی رات

قلب گم رہ کے لیے شمع ہدایت ہے یہ
عشق احمدؐ کی دلیل اور حمایت ہے یہ
کذب کی راہوں میں پابند صداقت ہے یہ
شرف انساں کو بخشے شرافت ہے یہ

اس پہ رکھتے ہیں یقیں سارے ہے ایقاں کی رات

تم امیں بن کے امانت کو چھپائے رکھو
طاق دل پر یہ صداقت کو اٹھائے رکھو
دل تاریک میں یہ شمع جلائے رکھو
صرف جُزدانوں میں اس کو نہ سجائے رکھو

کہہ رہی ہے کیا سنو آج یہ قرآں کی رات

ہے یہ خالق کا کلام اس میں نہ تبدیل و بدل
جان دے دی اسی قرآں پہ امام حنبل
لفظ مخلوق کہلوانے کا تھا ان کا عدل
کٹ کے قرباں ہوا قرآں پہ مرد کامل

اہل قرآں کے لیے ہے یہی قربان کی رات

حشر تک لا نہیں سکتا ہے کوئی اس کا جواب
ایک نکتہ بھی نہ تبدیل ہوا ایسی ہے کتاب
چہرۂ کفر نکھر جاتا ہے اُلٹے جو نقاب
ہر گھڑی رشک بہاراں اس کا شباب

لے کے ارماں نئے آتی ہے ارماں کی رات

اہلِ توحید نے سینوں سے لگایا اس کو
معجزہ مان کے ہر دل میں چھپایا اس کو
دل رُبا جان کے آنکھوں میں بٹھایا اس کو
اپنے تاریک دلوں میں ہے جلایا اس کو
شمعِ نورِ ہدایت ہے یہ ایمان کی رات

اسی رمضان میں اک اور ملا ہے مژدہ
دین کے چند ستونوں میں ستون ہے روزہ
یہ ہٹا دیتا ہے تاریک دلوں سے پردہ
نور میں ڈوب کے ہوتا ہے درخشاں چہرہ
مومنوں کے لیے ہے اک ہی فیضان کی رات

ہاں اسی رات مرادوں کے چمن کھلتے ہیں
ہاں اسی رات سبھی رمزِ جہاں کھلتے ہیں
ہاں اسی رات قضا اور قدر بدلتے ہیں
ہاں اسی رات اُمیدوں کی شمعیں جلتی ہیں
یہ شبِ قدر نہ کہلائے کیوں قرآن کی رات

تزکیہ نفس کی خاطر ہے یہ روزہ ہتھیار
کاٹ دیتی ہے بد اعمال کو اس کی تلوار
نیک بندوں ہوا جاتا ہے اس کا شمار
بھوک اور پیاس مٹا دیتا ہے کر کے اقرار
روزہ داروں کے لیے ہے یہی ذیشان کی رات

قلب انساں کو ملتی ہے طہارت اس سے
جسم انسان کو ملتی ہے شفاعت اس سے
نیک اعمال کی ملتی ہے ہدایت اس سے
اور خداوند کی ملتی ہے حمایت اس سے
فیض سے ہوتی ہے معمور یہ فیضاں کی رات

روزہ انساں کو سکھلاتا ہے حسنِ عمل
کرتا ہے جنت الفردوس میں تعمیر محل
اس کی راہوں میں بچھا دیتی ہیں حوریں آنچل
روزہ داروں کو بخشتا ہے خدائے کامل
یہ دُرودوں کی ہے شب اور ہے سبحان کی رات

ملتی ہے روزے سے انساں کی عبادت کو جلا
رمزِ قرآں کا ہمیں، اس کی تلاوت سے ملا
مئے توحید لیے ساقی وہ جس دم نکلا
سارے میکش یہ پکار اُٹھے پلا اور پلا
فیض ہو جائے ترا، کیوں کہ ہے فیضاں کی رات

عود و عنبر ہے کہ صایم کے دہن کی خوشبو!
سرنگوں ہو وہ ندامت سے چمن کی خوشبو
نیند آ جائے اگر سونگھیں بدن کی خوشبو!
عطرِ ایماں سے ہو معمور وطن کی خوشبو!
کر دُعا کو مری مقبول اے ایمان کی رات

آج ہر سمت یہاں منکر قرآں ہیں بہت
کچھ منافق ہیں بہت اور یہاں مسلماں نہیں بہت
پھاڑ کر دامن قرآن کو ہراساں ہیں بہت
رہ دنیا میں وہ دنیا سے گریزاں ہیں بہت
بے ایمانوں کو ملے گی کہاں ایماں کی رات

اس کی تحقیق میں گرداں ہیں محقق سارے
سوچ میں سر بہ گریباں ہیں یہ بیچارے
ان کو گھیرے ہوئے ہیں چاروں طرف اندھیارے
کرنے تحریف چلے ہیں یہ عقل کے مارے
لعنتیں بھیجتی ہے اُن پہ یہ قرآن کی رات

انجم و فلک نے بھی دیکھا فرشتوں کا نزول
لے کے آیات چلے آتے تھے وہ بہر رسولؐ
قلب انساں نے کیا ان کو تہہ دل سے قبول
دین و دنیا کے لیے ہم کو ملا ایک اصول
ہے شب قدر، کرو قدر، ہے رمضان کی رات
باعث فخر بنے کیوں نہ یہ قرآن کی رات

○

تفسیر سورۂ رحمان

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ

تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟!

اے جہاں والو میں دیکھو ہوں تمہارا رحماں
تم پہ نبیوں کو اُتارا ہوں اور اک قرآں
یاد میں غرق رہا کرنا تم میری ہر آن
میں ہی رازق تمہارا ہوں تمہارا رحمان
چھوڑ کر تم مرا در جا نہیں سکتے ہرگز
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز

میں ہی دنیا میں تمہیں صورت انساں بھیجا
ایسی تخلیق جو از برتر حیواں بھیجا
تجھ کو مسجود ملائک کہا، قرآں بھیجا
اور ترے واسطے فردوس کے ساماں بھیجا
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز

اک ترے واسطے جنت ہے بنایا میں نے
اس میں ہے دودھ کی نہروں کو بہایا میں نے
باغ انگور کے خوشتر ہیں اگایا میں نے
اک ترے واسطے کیا کیا یہ سجایا میں نے
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز

جن و انسان سبھی زیر نگیں ہیں میرے
حامل بار امانت ہیں، امیں ہیں میرے
دور رہ کر بھی بہت دل کے قریں ہیں میرے
سر جھکائے ہوئے پابند جبیں ہیں میرے
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز

تیرے قدموں میں ہری گھاس اگایا میں نے
لؤلؤ مرجان کو قدموں میں لٹایا میں نے
میرا قرآں ترے سینوں میں بسایا میں نے
ہاں ترے واسطے جنت کو سجایا میں نے
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز

سجدہ کرتے ہیں مجھے چاند و سورج سارے
اور گردش میں رہا کرتے ہیں سب سیارے
وضع میزاں کیا۔ انصاف کو پیارے پیارے
اپنی مخلوق سے کہتا ہے وہ نیارے پیارے
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز

کھنکتی مٹی سے انساں کو کیا ہوں پیدا
اور جنوں کو کیا آگ سے میں نے رسوا
ایک مردود ہوں دوسرا مجھ پر شیدا
مثل دریاؤں کے دو دل کو کیا ہوں یکجا
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز

آؤ بتلاؤں تمہیں کیسا ہے دوزخ کا سماں
خون اور پیپ کی واں ندیاں یکسر ہیں رواں
گرم پانی کے ابلتے ہوئے چشمے ہیں وہاں
ہے یہ شیطان بستی، نہیں ہیں حور و جناں
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز

آؤ بتلاؤں میں جنت کے نظارے تم کو
حوض کوثر، تسنیم کے دھارے تم کو
خوشے انگور کے، وہ حور پیارے تم کو
در جنت سے وہ کرتے ہیں اشارے تم کو
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز

کئی یاقوت و جواہر کے ہیں یاں تخت سجے
عود و عنبر کو بچھایا گیا ہے پاؤں تلے
اور زمرد سے سجائے ہوئے پردے ہیں لگے
نور احمد ﷺ برستا ہے یہاں شام ڈھلے
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز

میرے احسان پہ انسان جھکاتا ہے سر
میرے اخلاص و محبت کو جتاتا ہے دوبھر
نعمتیں میں نے عطا کی ہیں تمہیں کیا خوشتر
شرم سے خود بخود انسان جھکاتا ہے سر
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز

میں رحم دل بھی ہوں، صورت قہار بھی ہوں
جبر کرتا ہوں، تم پر کہ جبار بھی ہوں
قاضی حاجات ہوں، اور میں غفار بھی ہوں
سارے عیبوں کو چھپاتا ہوں ستار بھی ہوں
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز

ہات اٹھائے ہوئے وقف دعا ہیں میرے
ہے کرم میرے تیں، جو دوسخا ہیں میرے
انبیاء اولیاء ہیں ماہ لقا میرے
سارے احکام یہ پابند وفا ہیں میرے
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز

ذات حق کو بقا، باقی سب فانی انجم
کچھ رہے گی نہ یہاں باقی نشانی انجم
قدرت حق ہے یہی، ایں چہ تو دانی انجم
سورہ رحمان میں ہیں اسرار نہانی انجم
نعمتوں کو مری جھٹلا نہیں سکتے ہرگز
چھوڑ کر در مرا تم جا نہیں سکتے ہرگز

حمد

حور و ملک، فرشتے، لیتے ہیں نام تیرا!
ہر ایک جن و انساں، ہر صبح و شام تیرا!
خالق ہے تو سبھی کا، مخلوق تیری دنیا
ہر اک پہ کرم کرنا ہے ایک کام تیرا!
انساں ہی نہیں اک، ہر شجر و گل جھکے ہیں
کرتے ہیں ذکر تیرا۔ ہر دم سلام تیرا
روز جزا کا مالک، ہر اک سزا کا مالک
میری فضا بھی تجھ سے، سارا نظام تیرا!
شاہ ہو گدا ہو، کوئی مفلس ہو بے نوا ہو
ہر اک کا تو ہی مولا، ہے فیض عام تیرا
عارف ہو، اولیا ہو، مومن ہو یا کہ سالک!
ساقی ہے تو ہی سب کا، پیتے ہیں جام تیرا
یہ شجر اور حجر بھی، کرتے ہیں ذکر ہر دم
مختار کل جہاں کا۔ اعلیٰ مقام تیرا
تو ہے رحیم بے کس، تو ہے رحیم مطلق
ہو جائے مجھ پہ جاری فیضِ دوام تیرا
اس انجم حزیں کو مل جائے سرفرازی
در پہ جھکا ہوا ہے۔ مولا غلام تیرا

نعت شریف

ہے وہ خوش بخت جو دربار مدینہ دیکھا
ہر گلی کوچہ جنت کا نمونہ دیکھا
باغ و صحرا پہ وہ رحمت کے برستے بادل
اُونگتی کلیوں کا باغوں میں چٹکنا دیکھا
یہ فضائیں ہیں، گھٹائیں ہیں کہ زلفِ احمدؐ
سورہ واللیل کی آیت کا سنورنا دیکھا
کہکشاں مانگ بنی جاتی ہے زلفوں میں ترے
صورت چاند وہ عارض کا دمکنا دیکھا
قد و قامت پہ ہے شرمندہ وہ شجر طوبیٰ
سینۂ پاک کو اقراء کا دفینہ دیکھا
کتنی خوش بخت ہیں آنکھیں تری اے بینا
جس نے سرکارؐ کا کوچے میں چلنا دیکھا
جالیاں تھام کے کہنے لگے سارے زائر
سنگ در دیکھا یا فردوس کا زینہ دیکھا
زندگی اُس کی بن جائے گی مثل جنت
جس نے سرکارؐ کی سیرت کا قرینہ دیکھا
زندگی ہوگی اُسی وقت مری شاد انجم
آ کے سرکارؐ دم نزع میں مرنا دیکھا